السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

گلاسکو سے ایک بھائی تحریر کرتے ہیں : میں ایک عرصے سے بیمار ہوں ۔ اس دوران مجھے بیماری کا الاوَنس ملتا ہے جو تقریباً ۱۰۴ پونڈ ہے اور ۶ بچوں کا فیملی الاوَنس بھی جو ۴۲ پونڈ ہے اس طرح مجھے ہفتے کے کل ۱۴۶ پونڈ ملتے ہیں ۲۰ پونڈ بیوی سے لے لیتا ہوں اور باقی سارے اسے دے دیتا ہوں اور اس نے اب خاصی رقم بینک میں جمع کرائی ہوئی ہے ۔ اس کے علاوہ میری بیوی کے پاس ۵۰ تولے سونا بھی ہے مگر اس رقم اور سونے کی وہ زکوٰۃ نہیں دے رہی اور نہ ہی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے رقم میرے حوالے کرتی ہے اور وہ خود کام بھی نہیں کرتی ۔ اس صورت حال میں میرے لئے کیا حکم ہے ؟ اور قرآن و حدیث کی روشنی میں زکوٰۃ نہ دینے کا گناہ مجھ پر بھی ہے ؟ اور کیا میں بیوی سے اس رقم کا مطالبہ کرسکتا ہوں تاکہ زکوٰۃ ادا کی جاسکے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ نے زکوٰۃ کے بارے میں جو مسئلہ دریافت کیا ہے اس کی وضاحت درج ذیل ہے ۔

(۱) زکوٰۃ کی ادائیگی کے سلسلے میں جو بنیادی شرائط ہیں ان میں دو شرطوں کا پایا جانا نہایت ضروری ہے ۔ پہلی یہ کہ جس مال پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے وہ آپ کی ملکیت میں ہو اور اسے خرچ کرنے کا آپ کو پورا اختیار بھی حاصل ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ اس مال پر نصاب زکوٰۃ کو پہنچتے وقت پورا سال گزر چکا ہو ۔ آپ نے جو صورت تحریر کی ہے اس کے مطابق حکومت کی طرف سے فیملی الاوَنس آپ کو ملتا ہے اس لحاظ سے وہ آپ کا مال ہے اور آپ کی ملکیت میں ہے لہٰذا اس کی زکوٰۃ دینا بھی آپ کی ذمہ داری ہے اور آپ کا یہ فرض ہے کہ بیوی کو جو مال آپ خود دیں وہ زکوٰۃ کی رقم نکال کر دیں تاکہ آپ کو یہ اطمینان ہوجائے کہ زکوٰۃ ادا ہوگئی کیونکہ جیسا کہ آپ نے تحریر کیا ہے وہ تو زکوٰۃ ادا ہی نہیں کرتی ۔

(۲) اب جو رقم اس سے پہلے آپ بیوی کو خود دے چکے ہیں تو وہ آپ کے اختیار سے باہر ہوگئی ہے اور قانونی طور پر اس سے نہ وہ رقم واپس لے سکتے ہیں اور نہ ہی اسے زبردستی زکوٰۃ دینے پر مجبور کرسکتے ہیں اس لئے آپ پر کوئی گناہ نہیں لیکن آئندہ کے لئے آپ کو احتیاط کرنا ہوگی اگر آپ اپنی مرضی سے اسے رقم دے دیتے ہیں جس کی وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتی تو پھر آپ بھی قصوروار ہوں گے ۔

(۳) تیسری بات جس کی یہاں وضاحت ضروری ہے کہ اسلام میں بچوں کی کفالت اور بیوی کے نان و نفقہ کا ذمہ دار خاوند ہے اس لئے اگر وہ رقم جو بیوی کو دیتے ہیں اس سے وہ اپنے اور بچوں کے اخراجات پورے کرتی ہے تو پھر اس رقم کے بارے میں اس کے لئے آپ کی کسی اجازت کی بھی ضرورت نہیں اور وہ ضرورت کے مطابق اس میں تصرف کرسکتی ہے ۔

حدیث میں ہے :

عن عائشة ان ہندا قالت یا رسول اللہ ﷺ ان ابا سفیان رجل شحیح ولیس یعطینی ما یکفینی وولدی الا ما اخذت منه وھو لا یعلم فقال خذي ما یکفیک وولدک بالمعروف ۔ ''(فتح الباري ج ۱۰ کتاب النفقات باب اذا لم ینفق الرجل رقم الحدیث ۵۳۶۴)

''حضرت عائشہ ؓ کی اس روایت کے مطابق ابوسفیان ؓ کی بیوی حضرت ہندہ ؓ نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ ابوسفیان مال نہیں خرچ کرتے یعنی کچھ بخل سے کام لیتے ہیں اور میری اور میری اولاد کی ضرورت بھی پوری نہیں کرتے تو کیا ایسی صورت میں اس کے مال سے میں اتنا اس کے علم کے بغیر لے سکتی ہوں جس سے میری اور میرے بچوں کی ضرورت پوری ہوجائے ۔ تو آپ نے فرمایا ہاں تم اچھے طریقے سے اس طرح کے مال میں سے لے سکتی ہو ۔''

اب اس طرح کی صورت حال ہے پھر تو بیوی کا حق بنتا ہے اور ایسی حالت میں اس کے لئے خاوند کی اجازت بھی ضروری نہیں ہے اور اگر صورت اس سے مختلف ہے تو پھر ہم نے شروع میں اس کی وضاحت کردی ہے ۔

بہرحال اصل مسئلہ آپ کے اختیار اور ملکیت کا ہے اور اگر اس مال پر آپ کا کوئی اختیار ہی نہیں بلکہ وہ آپ کی اطلاع اور اجازت کے بغیر اسے وصول کرسکتی ہے اور قانونی طور پر اس کا حق بھی بنتا ہے تو اس صورت میں اگر مال نصاب کو پہنچ جاتا ہے اور وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتی تو آپ پر کوئی وبال نہیں ہوگا' بلکہ سارا گناہ اس پر ہوگا اور قیامت کے دن اسی سے بازپرس ہوگی ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم